مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس ؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس ؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

اللہ رب العزت کے نزدیک محبوب عمل
حُبٌّ فِی اللّٰہِ اور بُغْضٌ فِی اللّٰہِ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تعالٰی ؟ قَالَ قَائِلٌ : اَلصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَ قَالَ قَائِلٌ : اَلْجِھَادُ . قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ .

''کیا جانتے ہو کہ کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے ؟ کسی نے عرض کیا نماز اور زکوۃ اور کسی نے کہا جہاد (اللہ کو سب سے محبوب ہے) جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل یہ ہے کہ خدا ہی کے واسطے محبت رکھے اور خدا ہی کے واسطے بغض رکھے۔''[۱]

اِس حدیث مبارکہ میں جو تعلیم دی گئی ہے وہ صرف دو جملے ہیں اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ لیکن جنابِ رسول اللہ ﷺ کو اِس بات کی اہمیت سمجھانی تھی اِس لیے پہلے سوال فرمایا کہ کون سا عمل

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۵۰۲۱

خدا کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے ؟ پھر جب صحابہ کرامؓ نے جو اُن کی نظر میں سب سے زیادہ بڑی نیکیاں تھیں ذکر کیں تب آخر میں آپ نے فرمایا کہ خدا کو سب سے محبوب عمل حُب فی اللہ اور بُغض فی اللہ ہے۔

ممکن ہے آپ کو اِس حدیث پاک کو پڑھ خیال ہو کہ جو اِس پر عمل کرے اُسے نماز، روزے اور زکوۃ کی بھی ضرورت نہیں رہے گی تو اِس کے بارے میں عرض ہے کہ نماز، زکوۃ یا جو نیکیاں صحابہ کرامؓ کو معلوم تھیں اور فرض تھیں اُن کی نفی فرمانی مقصود نہیں بلکہ مزید ایک نیکی تعلیم فرمانی مقصود ہے تاکہ جو باتیں پہلے بتلائی جا چکی ہیں اُن پر عمل کرنے اور اُنہیں فرض جاننے کے ساتھ ساتھ اِس چیز کے حصول کی بھی کوشش کرتے رہیں کیونکہ ایسی نیکیاں جیسے حب فی اللہ اور بغض فی اللہ وغیرہ خود دراصل نماز وغیرہ کے ثمرات میں سے ہیں، یہ فرض عبادتیں تو اُن کی جڑ ہیں جس طرح جڑ کے بغیر شاخ اور پھل نہیں ہوتے ہیں اِسی طرح یہ عمدہ اَخلاق بغیر نماز جیسی فرض طاعتوں کے حاصل نہیں ہوتے۔

اور یاد رکھیں کہ ہر عبادت کی کوئی خاص تاثیر بھی ہوتی ہے کیونکہ ہر عبادت میں مسلمان اللہ کی ذاتِ پاک کی طرف تھوڑی بہت توجہ ضرور کرتا ہے کسی کی توجہ لحہ بھر کسی کی چند منٹ رہتی ہے تو کسی کی تمام عبادت کے دوران قائم رہتی ہے اور کسی کا یہ حال ہوتا ہے کہ خداوندِ کریم کی ذات کی طرف ہر وقت ہی قلب متوجہ رہتا ہے اور نماز وغیرہ عبادتوں میں اور زیادہ متوجہ ہو جاتا ہے۔ غرض ہر شخص کو عبادت میں اُتنا حصہ نصیب ہو ہی جاتا ہے جتنی اُس کی توجہ رہے، عام لوگوں کی توجہ چند لمحے رہتی ہے پھر دِل و دماغ اِدھر اُدھر چکر کاٹنے لگتے ہیں مگر یہ تھوڑی تھوڑی توجہ بھی کام دیتی ہے یہ بڑی ہی قیمتی چیز ہے کیونکہ توجہ اِلی اللہ کے وقت جسمِ اِنسانی میں نورانی لہریں پیدا ہوتی ہیں اور توجہ اِلی اللہ کے وقت جو نورانیت پیدا ہوتی ہے وہ غذاءِ رُوح ہے اِس سے رُوحِ اِنسانی کو قوت و صحت دونوں حاصل ہوتی ہیں اور اِنسان کے اَخلاق خود بخود رُوح قوت اور صحت کے ساتھ درست ہونے شروع جاتے ہیں اِرشادِ ربانی ہے ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ یقیناً نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد یقیناً سب سے بڑی ہے۔

تو گویا فرائض کی تعمیل ایسا پل ہے کہ جسے پار کیے بغیر اَخلاقِ فاضلہ تک صحیح معنوں میں رسائی نہیں ہوسکتی اور وہ صحابہ کرام کو معلوم تھے اُن پر عمل میں وہ ذرّہ برابر کوتاہی نہیں کرتے تھے اِس لیے آقائے نامدار ﷺ نے وہ باتیں تعلیم فرمانی چاہیں کہ جن کے قبول کرنے کی اُن کے قلوب میں کامل اِستعداد پیدا ہوچکی تھی اِس لیے اِرشاد ہوا اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ.

اِس میں گویا خواہشِ نفس کو قطعًا ختم کر دینے کی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ کسی سے محبت اور نفرت کرنا بہت حد تک ایک دُوسرے سے نفع حاصل کرنے کی خاطر ہوا کرتا ہے اور کم اَز کم راحت تو ضرور حاصل ہوتی ہے مثلاً اِنسان اپنی اَپاہج اَولاد سے بھی محبت کرتا ہے اُس کی تکلیف دیکھ کر دِل بھر آتا ہے اور راحت دیکھ کر سکونِ قلبی حاصل ہوتی ہے مگر اِس حدیثِ مبارکہ میں ایک اور محبت سکھائی گئی ہے جو اِس سے بھی اَعلیٰ اور لافانی ہے، وہ یہ ہے کہ بندہ دُوسرے سے محبت اور بغض میں کوئی لالچ اور ذاتی منفعت و مضرت کو پیشِ نظر رکھنے کے بجائے اپنی فطرت کو مغلوب کر کے صرف ذاتِ خداوندی اور مرضیاتِ اِلٰہی کو اَپنانے کا عادی بنے، اِس حد تک اِس کی مشق بڑھائے کہ اُسے ہر اُس شخص کو دیکھ کر راحت حاصل ہونے لگے جو خداوندِ کریم کی مرضیات پر چلتا ہو، اور ہر اُس شخص کو دیکھ کر طبیعت بھاگنے لگے جو خدا کی نافرمانی میں لگا ہو، یہی نہیں بلکہ یہ بھی ٹیسٹ کرے کہ نافرمان شخص اگر آج توبہ کر رہا ہے تو آیا اُسے اِس سے ایک دم نفرت کے بجائے محبت ہوتی ہے یا نہیں ؟ اور فرمانبردار شخص اگر معاذ اللہ معصیت میں مبتلا ہوجائے تو اِس سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے یا نہیں ؟ گویا کسی کی ذات نہ اُسے محبوب ہو نہ مبغوض، نہ اُسے کسی سے اُلفت ہو نہ نفرت بلکہ صرف خدا کی رضا طلبی اُس کی رضامندی بن جائے اور خدا کی معصیت اُس کے نزدیک ایک نفرت کی چیز ہو اور حظِ نفس قطعًا فنا ہوجائے۔

بس یہ محبت کی اعلیٰ قسم ہے جسے یہ محبت و عداوت حاصل ہوگی اُسے گویا ایک قسم کی غناء حاصل ہوگی اِس لیے صحابہ کرام کو جو خیارِ اُمت تھے جنابِ رسول اللہ ﷺ نے ایک دِن اِس کی تعلیم دی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں غلط راستے پر چلنے سے محفوظ رکھے راہِ راست پر قائم رکھے اور آخرت میں آقائے نامدار ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا............ ۞ ۞ ۞